شبہات کا ازالہ

کشف الشبهات

www.KitaboSunnat.com

تالیف

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ

طباعت واشاعت
إدارہ طبع وترجمة
رئاستِ عامة برائے علمی تحقیقات وافتاء ودعوت ارشاد
ریاض - مملکت سعودی عرب
۱۴۰۷ - ۱۹۸۷ء

(یہ کتاب مفت تقسیم کی جاتی ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com
library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

راحت

شبہات کا ازالہ

كَشفُ الشُّبُهَات

تالیف

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ

www.kitabosunnat.com

طباعت واشاعت

إداره طبع وترجمة

رئاستِ عامّہ برائے علمی تحقیقات وافتاء ودعوت ارشاد

ریاض - مملکت سعودی عرب

۱۴۰۷ - ۱۹۸۷ء

(یہ کتاب مفت تقسیم کی جاتی ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاد رکھو کہ صرف خدائے واحد کی عبادت کا نام توحید ہے اور یہی وہ دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعہ اپنے بندوں تک پہنچایا۔

ان نبیوں میں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس لیے مبعوث فرمایا تھا تاکہ گزرے ہوئے صالحین کے سلسلہ میں آپ کی قوم جس غلو کا شکار ہوگئی تھی آپ اس کی اصلاح کریں۔ ان صلحاء میں چند کے نام یہ تھے۔ وَدّ، سُواع، یغوث، یعوق، نسر اور سلسلہ نبوت کی آخری کڑی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں آپ نے آکر اُن صلحاء کے بتوں کو توڑ دیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایسے لوگوں کے پاس نبی بنا کر بھیجا تھا جو عبادت گزار تھے حج بھی کرتے تھے، صدقہ بھی دیتے تھے اور اللہ کو کثرت سے یاد بھی کرتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالےٰ ہی کی بعض مخلوقات کو اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ بھی بناتے تھے اور اپنے اس فعال کی توجیہ وہ اس طرح کیا کرتے تھے کہ اس سے ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا ہے۔ اور تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں ان کے لیے شفاعت کر دیں ان مخلوقات میں جہاں فرشتے تھے وہیں حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام اور خدا کے دوسرے نیک بندے بھی شامل تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو اُنکے پاس بھیجا تاکہ وہ اُنکے سامنے ان کے دادا حضرت ابراہیمؑ کے دین کی تجدید کریں اور انھیں بتائیں کہ یہ تقرب اور اس طرح کا اعتقاد صرف اور صرف خدا کا حق ہے کسی غیر کے بارے میں اس طرح کا عقیدہ رکھنا خواہ وہ کوئی نبی یا مقرب فرشتہ ہی کیوں نہ ہو ہرگز درست نہیں چہ جائیکہ دوسروں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ مقام دیا جائے ـــــ اس کے علاوہ جہاں تک دین کے دوسرے امور کا تعلق تھا تو وہ اس کے قائل تھے وہ مانتے تھے کہ خالق اور رازق تنہا اللہ کی ذات ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، رزق اس کے علاوہ اور کوئی نہیں دیتا، مارنے اور جلانے کا اختیار بھی تنہا اللہ ہی کو ہے۔ ساری کائنات کا انتظام اس کے ہاتھ میں ہے، آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب اسکے زیر انتظام ہے، سب اس کے چاکر ہیں، اور اس کے تصرف میں ہیں۔

اگر آپ کو اس دعوی کی دلیل چاہیے کہ وہ مشرکین جنہوں نے اللہ کے رسول سے مجادلہ کیا تھا اس کے معترف تھے تو یہ آیات قرآنی پڑھیے۔

﴿ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴾ (یونس ـــ ۳۱)

ان سے پوچھو کہ کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یہ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ کون بے جان میں سے جاندار کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے؟ کون اس نظم عالم کی تدبیر کر رہا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ۔ کہو پھر تم حقیقت کے خلاف چلنے سے پرہیز کیوں نہیں کرتے؟

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ قُل لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَن فِيهَا إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ قُلْ مَن بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ

"ان سے کہو کہ بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے؟ یہ ضرور کہیں گے کہ اللہ کی کہو پھر تم ہوش میں کیوں نہیں آتے؟ ان سے پوچھو ساتوں آسمان اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ۔ کہو پھر تم ڈرتے کیوں نہیں؟ ان سے کہو بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے اور کون ہے جو پناہ دیتا ہے اور اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ ﴾ (المؤمنون — ٨٤/٨٩)

مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ بات تو اللہ کے لیے ہے؛ کہو پھر کہاں سے تمہیں دھوکہ لگتا ہے"؟

اب جب کہ آپ کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ وہ ان تمام چیزوں کا اقرار کرتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ اس توحید میں داخل نہیں تھے جسے لے کر آنحضرت اس دنیا میں تشریف لائے تھے نیز یہ کہ جس توحید کے وہ انکاری تھے وہ توحید بندگی تھا جسے ہمارے زمانہ کے مشرکین "اعتقاد" سے تعبیر کرتے ہیں، اور یہ لوگ بھی بالکل انہیں کی طرح اللہ تعالیٰ کو دن ورات پکارتے ہیں —— پھر ان مشرکین میں بعض وہ لوگ تھے جو فرشتوں کو ان کے تقویٰ اور تقرب الٰہی کی وجہ سے پکارتے تھے تاکہ وہ ان کی شفاعت کر دیں اور بعض کسی صالح بندے کو پکارتے تھے مثلاً لات کو اور بعض کسی نبی کو پکارتے تھے مثلاً حضرت عیسیٰ کو، لیکن آپ کو معلوم ہے کہ اللہ کے رسول نے انکے اسی شرک کی بنا پر ان سے جنگیں لڑیں اور انہیں دعوت دی کہ وہ خدائے واحد کی عبادت میں اخلاص پیدا کریں جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ﴾ (الجن — ١٨)

اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیے ہیں لہذا ان میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

اور یہ کہ:

﴿ لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُم بِشَيْءٍ ﴾ (الرعد — ١٤)

اسی کو پکارنا برحق ہے۔ رہیں وہ دوسری ہستیاں جنہیں اس کو چھوڑ کر یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتیں۔

پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ نبی کریمؐ نے مشرکین سے جو جنگیں لڑیں ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ دعائیں صرف اللہ سے مانگی جائیں، جانوروں کو اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے، نذریں اسی کے نام گردانی جائیں، مدد صرف اسی سے طلب کی جائے اور ہر طرح عبادتیں صرف اور صرف اللہ کے لیے خاص ہو جائیں اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ تنہا ربوبیت کا اقرار انہیں اسلام میں داخل نہیں کر سکا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انبیاء و اولیاء اور ملائکہ سے شفاعت کی طلب اور ان سے تقرب کی چاہت اللہ کی نظر میں اتنا بڑا جرم ٹھہرا کہ ان کا خون اور مال سب حلال کر دیا گیا۔

اب آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس توحید کی دعوت دی تھی اور جسے مشرکین نے ماننے سے انکار کر دیا تھا وہ یہی توحید تھی اور لا الہ الا اللہ کے یہی معنی تھے لیکن انکے نزدیک الٰہ کا تصور یہ تھا کہ الٰہ وہ ذات ہے جس کا ان معاملات کو طے کرانے کے لیے سہارا لیا جاتا ہے خواہ کوئی فرشتہ ہو یا نبی اور ولی ہو یا کوئی درخت ہو یا قبر ہو یا جن ہو۔ پھر اس سے ان کا ارادہ یہ نہیں ہوتا تھا کہ یہ تمام چیزیں خالق، رازق اور مدبر بھی ہیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ یہ تمام صفات صرف خدائے واحد کے لیے مخصوص ہیں جس کی تفصیل ہم نے پیچھے بیان کر دی ہے۔ وہ الٰہ سے وہی مطلب لیتے تھے جو ہمارے زمانہ کے مشرکین لفظ سید (سردار یا آقا) سے لیتے ہیں۔

چنانچہ اسی تصور کو مٹانے کے حضرت محمدؐ تشریف لائے اور انہیں کلمہ توحید یعنی لا إلٰہ إلا اللہ کی دعوت دی اور اس سے آپ کی مراد مجرد لفظ کا زبان سے ادا کر دینا نہیں تھا بلکہ اس کے مفہوم کا دل سے اقرار تھا۔ کفار آپ کے اس مفہوم کو خوب سمجھتے کہ اس سے مراد تمام دوسرے معبودوں کو چھوڑ کر صرف خدائے واحد سے تعلق استوار کرنا ہے اور تمام دوسرے معبودوں سے براءت کا اظہار کر کے ان سے الگ ہو جانا ہے چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جب آپ نے لا الہ الا اللہ کی دعوت پیش کی تو وہ فوراً پکار اٹھے: www.kitabosunnat.com

﴿ أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴾ کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

(ص — ۵)

اب آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ کفار و مشرکین بھی لا الہ الا اللہ کے اس مفہوم سے آشنا تھے تو ایسے شخص پر سخت تعجب ہے جو اسلام کا دعوی تو کرتا ہے لیکن وہ ان کلمات کے صحیح مفہوم تک سے آشنا نہیں ہے (جو اسلام کی بنیاد ہیں اور جنہیں جاہل کفار بھی جانتے تھے وہ سمجھتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ مجرد الفاظ کا زبان سے ادا کر دینا ہی کافی ہے اور اس کے لیے قلبی ایمان و اعتقاد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر کوئی بہت زیادہ تیر مارتا ہے تو وہ ان کلمات کا یہ مطلب بھی لے لیتا ہے کہ تخلیق اور رزق رسانی کا کام بھی اللہ ہی کے ذمہ ہے اور سارے معاملات کا منتظم کار بھی تنہا وہی ہے۔ بھلا ایسے شخص سے کس بھلائی کی توقع کی جا سکتی ہے جس سے زیادہ جاہل کفار بھی لا الہ کے مفہوم کو سمجھتے ہوں؟

اب اس کے بعد جب کہ آپ نے ہماری باتوں کو دل کی گہرائی سے جان لیا اور یہ بھی سمجھ لیا کہ شرک باللہ ایک ایسا عظیم ترین گناہ ہے جس کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ (نساء ۴۸)۔ یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کیے جانے کو کبھی معاف نہیں فرمائے گا۔ نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ کا دین صرف وہی ہے جسے لے کر تمام انبیائے کرام تشریف لائے تھے اور آج لوگوں کی اکثریت اس کلمہ کے حقیقی مفہوم سے نا آشنا ہو چکی ہے۔ یہ جان لینے کے بعد آپ کے سامنے اس معاملہ کے دو پہلو واضح ہوتے ہیں۔

ایک پہلو تو اللہ کے فضل و رحمت اور اس پر خوشی کا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ﴾ (یونس — ۵۸)

اے نبی کہو کہ یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی ہے۔ اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں۔

دوسرا پہلو عظیم ترین خوف کا ہے اور وہ اس طرح کہ شرک باللہ ایک ایسا عظیم ترین گناہ ہے کہ ایک چھوٹا سا کلمہ کہہ دینے کی وجہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے چاہے وہ اس کے مضر اثرات سے لاعلم ہی کیوں نہ ہو مگر یہ لاعلمی بھی اس کے لیے عذر نہیں بن سکتی اور اس کلمہ کے ذریعہ تقرب الٰہی کی چاہت اسے مشرکین کی صف میں لا کھڑا کرتی ہے اس سلسلہ میں حضرت موسیٰؑ کی قوم کا واقعہ قابلِ ذکر ہے کہ باوجود اپنے علم و تقویٰ کے وہ حضرت موسیٰ علیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے سامنے اس طرح کی گزارشات کرنے لگے ۔

﴿ اَجۡعَلۡ لَّنَاۤ اِلٰـهًا كَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ ﴾ (الاعراف ــ ۱۳۸)

ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں ۔

جب آپ کے سامنے معاملہ کا یہ پہلو آتا ہے تو یہ آپ کے خوف میں مزید اضافہ کا سبب بنتا ہے ۔ پھر یہ بات بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی یہ توحید لے کر بھیجا اس کے پیچھے کچھ دشمن بھی لگا دیے جیساکہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے :

﴿ وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا شَيٰـطِيۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ يُوۡحِىۡ بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ زُخۡرُفَ الۡقَوۡلِ غُرُوۡرًا ﴾ (الانعام ــ ۱۱۲)

اور ہم نے تو اسی طرح شیطان انسانوں اور شیطان جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے جو ایک دوسرے پر خوش آئند باتیں دھوکے اور فریب کے طور پر القا کرتے رہے ہیں ۔

ان میں بعض دشمن توحید ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے پاس بے حد علم ہوتا ہے ساتھ ہی وہ کتابوں کا طومار اور دلائل کا انبار بھی رکھتے ہیں ۔

﴿ فَلَمَّا جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَرِحُوۡا بِمَا عِنۡدَهُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ ﴾ (غافر ــ ۸۳)

جب ان کے رسول ان کے پاس بینات لیکر آئے تو وہ اس علم میں مگن رہے جو انکے پاس تھا

جب آپ کو یہ سب معلوم ہوگیا اور آپ جان گئے کہ جو راستہ اللہ کی طرف لے جاتا ہے اس پر خدا کے دشمن ضرور موجود ہوتے ہیں جو اپنے علم اور دلائل کا سہارا لے کر سیدھا راستہ چلنے والوں کو بھٹکانے کی کوشش کرتے ہیں تو آپ کے لیے ضروری ہے کہ آپ بھی دین کا علم حاصل کریں یہ تمہارے لیے ہتھیار کا کام دے گا ۔ اور اس کے ذریعہ تم ان شیاطین سے لڑ سکو گے جن کے جدِ امجد نے اللہ عزوجل کے سامنے بنی نوع انسان کو بھٹکانے کی قسم کھائی تھی اور کہا تھا :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴾ (الاعراف ــ ۱۷/۱۶)

اچھا تو میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا آگے اور پیچھے دائیں اور بائیں ہر طرف سے ان کو گھیروں گا

اس کے باوجود جب تمہارا خدا کے دشمن سے مقابلہ ہو اور تم اس کی حجتوں کے جواب الٰہی دلائل و براہین سے پیش کر دو تو پھر بے فکر ہو جاؤ اور کسی طرح کا غم و اندیشہ اپنے دل میں نہ لاؤ۔

﴿ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا ﴾ (النساء ــ ۷۶)

یقین جانو کہ شیطان کی چالیں حقیقت میں نہایت کمزور ہیں۔

یاد رکھو کہ توحید کا اقرار کرنے والا ایک عام شخص مشرکین کے ہزاروں علماء پر غالب ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴾ (الصافات ــ ۱۷۳)

اور ہمارا لشکر ہی غالب ہو کر رہے گا.

اس آیت شریفہ کا مطلب صرف یہی نہیں ہے کہ اللہ کا سپاہی بس تلوار اور نیزوں کی جنگ میں غالب ہوگا اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ دلائل و براہین کے میدان میں بھی وہی ظفریاب ہوگا۔ اندیشہ صرف اس موحد کا ہے جو ایمان کا دعویٰ تو کر رہا ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ دلائل نہیں ہوتے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب بھیج کر ایک عظیم احسان فرمایا ہے اور اس کے ذریعہ حق کو اچھی طرح واضح کر دیا ہے نیز مسلمانوں کے لیے اسے ہدایت، رحمت اور بشارت بنا دیا ہے اس طرح اب کوئی بھی مخالف حق جو حجت پیش کرے تو اس کا توڑ قرآن میں موجود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

﴿ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ

اور اس میں یہ مصلحت بھی ہے کہ جب کبھی وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴾

(الفرقان ــ ۳۳)

تمہارے سامنے کوئی نرالی بات (یا عجیب سوال) لے کر آئے اس کا ٹھیک جواب ہم نے بروقت تمہیں دیا اور بہترین طریقہ سے بات کھول دی۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت اہل باطل کی ہر اس حجت کے لیے عام ہے جسے وہ قیامت تک پیش کریں گے۔

یہاں میں چند ان اعتراضات کا تذکرہ کروں گا جو ہمارے زمانہ کے مشرکین کیا کرتے ہیں اور جن کا جواب خود اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے۔ یہ جواب ہم دونوں طریقوں سے عرض کریں گے مجمل بھی اور مفصل بھی، جہاں تک مجمل کا تعلق ہے تو یہ نہایت اہم چیز ہے اور اہلِ عقل کے لیے اس میں بڑا فائدہ ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿ هُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ مِنْهُ ءَايَٰتٌ مُّحْكَمَٰتٌ هُنَّ أُمُّ ٱلْكِتَٰبِ وَأُخَرُ مُتَشَٰبِهَٰتٌ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَٰبَهَ مِنْهُ ٱبْتِغَآءَ ٱلْفِتْنَةِ وَٱبْتِغَآءَ تَأْوِيلِهِۦ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُۥٓ إِلَّا ٱللَّهُ ۗ ﴾

(آل عمران ۷)

وہی خدا ہے جس نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں ایک محکمات جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

ایک صحیح حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے آپ نے فرمایا:

إذا رَأَيْتُم الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولٰئِكَ الَّذِيْنَ سمَّ اللهُ فَاحْذَرُوْهم

جب تم کچھ لوگوں کو متشابہات کی پیروی کرتے ہوئے دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے لہٰذا ان سے بچ کر رہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی مثال اس طرح سمجھو کہ جیسے کوئی مشرک تمہارے سامنے یہ آیت پیش کرے۔

﴿ أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴾ (یونس — ٦٢)

سنو! جو اللہ کے دوست ہیں (جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ کا رویّہ اختیار کیا) ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقعہ نہیں ہے۔

یہ استدلال کرے کہ شفاعت برحق ہے اور یہ کہ انبیاء کو اللہ کے یہاں کوئی مرتبہ حاصل ہے (مطلب یہ ہے کہ انبیاء کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ اللہ کی مرضی کے علی الرغم کسی کو بخشوالیں) یا اسی طرح وہ کوئی قولِ نبیؐ پیش کرکے اپنے باطل عقیدہ کے لیے دلیل فراہم کرے اور تم اس آیت قرآنی یا حدیثِ نبویؐ کا صحیح مصداق نہ سمجھ سکو تو اس کو اس طرح جواب دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ جن کے دِلوں میں ٹیڑھ ہوتا ہے وہ واضح آیات کو چھوڑ کر غیر واضح آیات کی پیروی کرتے ہیں پھر اس سے اسی انداز میں گفتگو کرو جیسا کہ ہم تم کو پیچھے بتا چکے ہیں یعنی یہ کہ اسے بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مشرکین کے بارے میں بھی یہ بتایا ہے کہ وہ خدا کی ربوبیت کا اقرار کرتے تھے لیکن اس کے باوجود انہیں کافر قرار دیا گیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر ملائکہ اور انبیاء و اولیاء سے رشتہ جوڑتے تھے اور کہتے تھے کہ هَٰٓؤُلَآءِ شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِ یعنی یہ خدا کے یہاں ہماری سفارش کرنے والے ہیں ـــــ یہ ایک ثابت شدہ اور دو ٹوک حقیقت ہے جس کے مفہوم میں کوئی تغیّر نہیں کرسکتا لیکن اے مشرک شخص تو نے قرآن کی جس آیت کا حوالہ دیا ہے یا جس حدیث نبوی کو اپنے استدلال میں پیش کیا ہے گرچہ میں اس کے مفہوم سے آشنا نہیں ہوں مگر یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ نہ تو اللہ کا کلام باہمدگر متناقض ہوسکتا ہے اور نہ کوئی صحیح حدیث نبی اللہ عزوجل کے کلام کی ضد ہوسکتی ہے۔ یہ جواب نہایت شاندار اور مُسکت ہے لیکن اسے وہی سمجھ سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے توفیق نصیب ہوئی ہو اس لیے اسے نہ سمجھ پانے والے کو حقیر مت سمجھو کیونکہ اس کی مثال تو بالکل ارشادِ الٰہی کی طرح ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِيْمٍ ﴾

(فصلت ــ ۳۵)

یہ صفت نصیب نہیں ہوتی مگر ان لوگوں کو جو صبر کرتے ہیں اور یہ مقام حاصل نہیں ہوتا مگر ان لوگوں کو جو بڑے نصیب والے ہیں۔

رہا جواب مفصل تو اس سلسلہ میں اتنی بات سمجھ لو کہ دشمنانِ خدا خدا کے دین پر بہت سارے اعتراضات کرتے رہتے ہیں جس سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ حق پر چلنے والوں کو اس سے روک سکیں ان کے بعض اعتراضات اس طرح کے ہوتے ہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے بلکہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ خالق و رازق تنہا اللہ ہے نافع و ضار بھی تنہا اسی کی ذات ہے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں مزید یہ کہ حضرت محمدؐ کو بھی خود اپنے سلسلہ میں نفع و نقصان کا اختیار حاصل نہیں ہے چہ جائیکہ شیخ عبدالقادرؒ اور دوسرے بزرگوں کو کچھ اختیارات حاصل ہوں لیکن پھر وہ بات کو اس طرح موڑتے ہیں کہ مَیں گنہگار ہوں اور نیک بندوں کو اللہ کے یہاں مرتبہ حاصل ہوتا ہے اس لیے دراصل میں ان کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ ہی سے مانگتا ہوں ـــــــ اگر کوئی شخص اس طرح کا اعتراض کرے تو اس کا جواب بھی وہی دو جو ہم پیچھے بتا چکے ہیں اور وہ یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں سے جنگیں لڑی تھیں وہ بھی تو اس کے اقراری تھے، وہ بھی تو یہی کہتے تھے کہ ان بتوں کے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے وہ تو صرف ان سے شفاعت کے طلبگار ہیں پھر ان کے سامنے کتاب الٰہی کی وہ آیات پڑھو جو اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں اور اس کی تشریح و تفسیر بیان کرو۔

اس کے بعد اگر وہ اس پر یہ اعتراض کرے کہ یہ آیات تو ان لوگوں کے سلسلہ میں اُتری ہیں جو ان لوگوں کی عبادت کرتے تھے۔ تم نیک بندوں سے شفاعت کی طلب کو بتوں کی پوجا سے مشابہ کیوں کر ٹھہراتے ہو یا یہ کہ تم انبیاء کو بت کیوں بنا دیتے ہو تو اس کا جواب بھی تم پچھلی تفصیلات کی روشنی میں دے سکتے ہو۔ کیوں کہ جب وہ اقرار کرتا ہے کہ کفار بھی ربوبیت کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام کا تمام اللہ تعالیٰ کے حیطۂ اقتدار کی چیز مانتے تھے اور بتوں سے ان کے لولگانے کا مقصد اس کے سوا اور کچھ بھی نہ ہوتا تھا کہ وہ ان کی شفاعت کر دیں۔ اسے تسلیم کرنے کے بعد اگر وہ ان کے اور اپنے فعل میں تفریق کرے تو اسے بتاؤ کہ کفار میں سے بھی بعض ایسے تھے جو بتوں کو پکارتے تھے، انھیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

﴿ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ يَبۡتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ ٱلۡوَسِيلَةَ أَيُّهُمۡ أَقۡرَبُ ﴾

(الإسراء — ٥٧)

جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے حضور رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کر رہے ہیں کہ کون اس سے قریب تر ہو جائے۔

وہ عیسیٰ ابنِ مریم اور ان کی ماں کو بھی پکارتے تھے۔

﴿ مَّا ٱلۡمَسِيحُ ٱبۡنُ مَرۡيَمَ إِلَّا رَسُولٞ قَدۡ خَلَتۡ مِن قَبۡلِهِ ٱلرُّسُلُ وَأُمُّهُۥ صِدِّيقَةٞۖ كَانَا يَأۡكُلَانِ ٱلطَّعَامَۗ ٱنظُرۡ كَيۡفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ ٱلۡأٓيَٰتِ ثُمَّ ٱنظُرۡ أَنَّىٰ يُؤۡفَكُونَ قُلۡ أَتَعۡبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَمۡلِكُ لَكُمۡ ضَرّٗا وَلَا نَفۡعٗاۚ وَٱللَّهُ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ ﴾

(المائدة — ٧٥/٧٦)

مسیح ابنِ مریم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ بس ایک رسول تھے اس سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے اس کی ماں ایک راست باز عورت تھی اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھو ہم کس طرح اِن کے سامنے حقیقت کی نشانیاں واضح کرتے ہیں پھر دیکھو یہ کدھر اُلٹے پھرے جا رہے ہیں ان سے کہو کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان کی پرستش کرتے ہو جو تمھارے لیے نقصان کا اختیار رکھتا ہے نہ نفع کا؟ حالانکہ سب کی سُننے والا اور سب کچھ جاننے والا تو اللہ ہی ہے۔

﴿ وَيَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ جَمِيعٗا ثُمَّ يَقُولُ لِلۡمَلَٰٓئِكَةِ

اور جس دن وہ تمام اِنسانوں کو جمع کرے گا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَهَٰؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا۟ يَعْبُدُونَ قَالُوا۟ سُبْحَٰنَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم ۖ بَلْ كَانُوا۟ يَعْبُدُونَ ٱلْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ ﴿

(سبأ — ۴۰/۴۱)

پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے تو وہ جواب دینگے کہ پاک ہے آپ کی ذات ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ کہ اِن لوگوں سے دراصل یہ ہماری نہیں بلکہ جنوں کی عبادت کرتے تھے ان میں سے اکثر انہی پر ایمان لائے ہوئے تھے۔

﴿ وَإِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ ٱتَّخِذُونِى وَأُمِّىَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَٰنَكَ مَا يَكُونُ لِىٓ أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِى بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُۥ فَقَدْ عَلِمْتَهُۥ ۚ تَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِى وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّٰمُ ٱلْغُيُوبِ ﴿

(المائدۃ — ۱۱۶)

اللہ فرمائے گا کہ اے عیسٰی ابنِ مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنالو تو وہ جواب میں عرض کرے گا کہ سبحان اللہ میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دِل میں ہے آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں۔

یہ آیات پیش کرکے اسے سمجھاؤ کہ دیکھو جس طرح بتوں کی پرستش کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انھیں کافر قرار دیا۔ اسی طرح صالحین سے شفاعت طلب کرنے کی وجہ سے بھی کافر گردانے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جہاد کیا تھا۔

اس پر اگر کوئی کہے کہ وہ کفار تو ان سے بخشش کے طلب گار ہوتے تھے لیکن ہم گواہی دیتے ہیں کہ نافع وضار اور مدبر و منتظم خدا کے سوا اور کوئی نہیں ہے، ہم جو کچھ بھی چاہتے ہیں اسی سے چاہتے ہیں صالحین کے لیے کوئی اختیار نہیں تسلیم کرتے ہم تو صرف ان کے ذریعہ اللہ سے

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شفاعت کے طلب گار ہوتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ تمہارا یہ قول بھی بالکل کفار کے قول کی طرح ہے اور بطور دلیل تم قرآن مجید کی یہ آیات پڑھ سکتے ہو:

﴿ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ ﴾ (الزمر — ۳)

رہے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (وہ اپنے اس فعل کی توجیہہ یہ کرتے ہیں) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔

﴿ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ ﴾ (یونس — ۱۸)

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

یہ بات واضح رہے کہ یہی تین اعتراضات ان کے نزدیک سب سے زیادہ اہم ہیں لیکن جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ ان تینوں کے جوابات تو خود کتاب الٰہی میں موجود ہیں اور آپ نے اسے اچھی طرح سمجھ لیا تو بقیہ اعتراضات کے جواب نہایت آسان ہیں۔

اگر وہ کہے کہ میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتا۔ یہ التجا تو محض ایک پکار ہے جو کسی طرح عبادت نہیں ہو سکتی۔ تو اسے جواب دو کہ تم اقرار کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر صرف اپنی عبادت فرض کی ہے اگر اس کا جواب وہ اثبات میں دے تو اس سے پوچھو کہ کیا تم اس کی اہمیت سے واقف ہو اس کا مطلب عبادت کو اللہ کے لیے خالص کرنا ہے یہ اللہ کا تمہارے اوپر حق ہے لیکن تم عبادت کی اہمیت اور اس کی نوعیت سے ناواقف ہو پھر اس کی وضاحت تم اس آیت کریمہ سے کرو۔

﴿ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ

اپنے رب کو پکارو گڑگڑاتے ہوئے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿ ﴾ (الاعراف ـ ۵۵) چکے چکے یقیناً وہ حد سے گزر جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر جب تم اسے بتا چکو تو اس سے پوچھو کہ جس طرح تم دعا کرتے ہو کیا تم اسے خدا کی صحیح عبادت سمجھتے ہو وہ ضرور جواب دے گا کیوں نہیں اور دعا تو عبادت کا مغز ہے۔ اس پر تم اسے بتاؤ کہ جب تم اسے عبادت تسلیم کرتے ہو اور شب و روز خوف و طمع کی حالت میں اللہ کو یاد بھی کرتے ہو اور اسی ضرورت کے لیے اولیاء اور انبیاء کو بھی پکارتے ہو تو کیا اس طرح تم اللہ کی عبادت میں غیر کو شریک نہیں کرتے ہو؟ اس پر بھی وہ ضرور ہاں کہے گا۔ پھر تم اسے مزید سمجھاؤ کہ جب تم اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ کو پڑھتے ہو پھر اس پر عمل کرتے ہوئے اس کی اطاعت کرتے ہو ـــــ تو کیا اس پر عمل کر کے تم خدا کی عبادت نہیں کرتے؟ وہ ضرور کہے گا کیوں نہیں۔ اب اس سے پوچھو کہ فرض کرو اگر تم نے یہ قربانی کسی مخلوق کے نام سے کی ہوتی مثلاً کسی نبی یا جن کے نام سے تو کیا یہ عمل کر کے تم اللہ کی عبادت میں شرک کے مرتکب نہ ہوئے۔ اب تم اس سے پوچھو کہ مشرکین کا شرک اور کیا تھا وہ بھی تو یہی کرتے تھے کہ غیر کو حاجت کے لیے پکارتے تھے، انھیں کے نام پر ذبح کرتے اور انھیں کی پناہ ڈھونڈتے تھے اور اسی طرح کی دوسری چیزیں کرتے تھے ورنہ جہاں تک اللہ کو غالب اور قاہر ماننے کی بات ہے تو وہ اس کے قائل تھے بلکہ وہ تو یہ بھی کہتے تھے کہ سارے معاملات کا منتظم کار بھی تنہا اللہ کی ذات ہے ـــــ ان کا جرم یہی تو تھا کہ وہ انبیاء اور اولیاء سے شفاعت کے طلب گار تھے۔

اس پر اگر وہ کہے کہ کیا تم سرور کائنات ﷺ کی شفاعت کا انکار کرتے ہو اور اسے غلط سمجھتے ہو تو اسے بتاؤ کہ ہم نہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے منکر ہیں اور نہ ہی اسے غلط سمجھتے ہیں ہم تو انھیں شافع و مشفع مانتے ہیں اور آپ کی شفاعت کے امیدوار بھی ہیں البتہ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ شفاعت کا پورا اختیار تنہا اللہ کو حاصل ہے جیسا کہ وہ خود ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتا ہے ﴿ قُل لِّلَّهِ ٱلشَّفَـٰعَةُ جَمِيعًا ﴾ (الزمر ــ ٤٤)

کہو شفاعت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔ اور یہ شفاعت بھی آپ اس وقت کریں گے جب اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی اجازت دے گا۔ چنانچہ فرمایا: مَن ذَا ٱلَّذِى يَشْفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذْنِهِۦ کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے ، اور کسی شخص کے بارے میں سفارش کی اجازت بھی اللہ تعالیٰ اسی وقت دے گا جب وہ اس سے خوش ہو ——— وہ خود فرماتا ہے وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ٱرْتَضَىٰ (انبیاء ۲۸) وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے (بجز اس کے جس کے حق میں سفارش سننے پر اللہ راضی ہو۔ اور اللہ تعالےٰ سوائے موحد کے اور کسی سے راضی بھی نہیں ہو سکتا چنانچہ فرماتا ہے :

﴿ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَـٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ ﴾ (آل عمران ــ ۸۵) اور اس اسلام کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے تو اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائیگا

پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ شفاعت کا پورا اختیار تنہا اللہ ہی کو حاصل ہے اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی شفاعت نہیں ہو سکے گی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود کسی کے بارے میں اس وقت تک سفارش نہیں کریں گے جب تک اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی اجازت نہ دے دے گا اور اللہ تعالیٰ اجازت بھی صرف اہلِ توحید کے حق میں دے گا ——— اس سے معلوم ہوا کہ شفاعت تمام کی تمام اللہ تعالیٰ کے اختیار کی چیز ہے اس لیے شفاعت اسی سے طلب کرو اور دعا اسی سے مانگو کہ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنِي شَفَاعَتَهُ (اے اللہ ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم نہ کر) اور یہ کہ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ (اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے سلسلہ میں شفاعت کا اختیار دے) وغیرہ وغیرہ

پھر اگر وہ کہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو شفاعت کا اختیار پہلے ہی عطا کر دیا گیا ہے تو ہم اللہ تعالیٰ سے وہ چیز کیوں مانگیں جو اس نے آپ کو عطا کر دی ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں بیشک وہ عطا کر چکا ہے مگر تمہیں منع بھی تو کر دیا ہے ۔ دیکھو وہ فرماتا ہے :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (جن ۱۸) اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔ اب اگر تمہاری یہ خواہش ہے کہ اللہ کا نبی تمہاری شفاعت کرے تو اللہ کے قول فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا پر عمل کرو۔

اس کے علاوہ شفاعت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرے نیک بندوں کے لیے بھی تو ثابت ہے، صحیح حدیث میں آتا ہے کہ انبیاء، ملائکہ اور دوسرے نیک بندے بھی شفاعت کریں گے۔

اب اگر یہ تم مانتے ہو کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ کو شفاعت کے لیے پکارنا چاہیے تو پھر ان سے بھی مانگنا شروع کرو کیوں کہ اختیار تو انھیں بھی اللہ تعالیٰ دے چکا ہے لیکن سوچ لو کہ پھر وہی عبادت صالحین والی ہو جائے گی جسے پیچھے قرآنی دلائل سے باطل ہونا ثابت کیا جا چکا ہے اور اگر تم دوسروں سے شفاعت کی طلب کو جائز نہیں سمجھتے تو تمہاری بات ہی لغو ہو جائے گی کیونکہ پھر اس پر سوال پیدا ہوگا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے شفاعت کرنے کا اختیار دے دیا ہے ہم ان سب سے شفاعت کیوں نہ طلب کریں؟

اب اگر کوئی یہ کہے کہ حاشا وکلاّ ہم اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے اور یہ صلحاء سے شفاعت کی طلب معاذاللہ شرک کیوں کر ہے؟ تو اسے بتاؤ کہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شرک کو حرام قرار دیا ہے۔ اور اسے زنا سے بھی بڑھا ہوا گناہ بنایا ہے چنانچہ اس کے بارے میں یہاں تک کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور تمام گناہوں کو تو معاف کر سکتا ہے لیکن شرک کو معاف نہیں فرمائے گا —— اب بتاؤ کہ یہ شرک آخر اتنا عظیم جرم کیوں کر ہے جس کے مرتکب کی کبھی مغفرت نہ ہو سکے گی تو یقیناً آپ کا مخاطب آپ کو اس کی علت نہ بتا سکے گا۔ پھر اس سے پوچھئے کہ جب تم اس شرک ہی سے ناواقف ہو تو خود کو اس کا ارتکاب کرنے سے کیونکر بچا سکتے ہو؟ تمہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کیوں حرام کیا ہے جب کہ اس کی سنگینی کا یہ عالم ہے کہ اس کا مرتکب کبھی بخشا نہ جا سکے گا۔ اور بڑے معاملہ میں تمہارا تساہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس قدر ہے کہ نہ تم خود اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو اور نہ ہی کسی جاننے والے سے کچھ پوچھتے ہو ——— کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام تو کر دیا ہے مگر اس کی وضاحت نہیں کی ہے؟

اگر وہ یہ کہے کہ شرک تو بتوں کی پوجا کو کہتے ہیں اور ہم بتوں کو نہیں پوجتے تو اس سے پوچھو کہ ان کو پوجنے سے تم کیا مطلب سمجھتے ہو؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان لکڑیوں اور پتھروں کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ خالق و رازق اور مدبر و منتظم ہیں؟ اگر تم یہ سمجھتے ہو تو قرآن اس کی تکذیب کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ——— اور اگر وہ کہے کہ لکڑیوں پتھروں اور قبروں کی طرف جانے سے ہماری مراد اس سے نسبت رکھنے والوں کو پکارنا ہے اور ہم دراصل انھیں نسبت رکھنے والوں کو پکارتے ہیں، انھیں سے دعائیں کرتے ہیں اور انھیں کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے قریب کر دیں ان کی برکت سے ہماری مصیبتیں ختم ہو جائیں اور ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بابرکت بنا دے۔ اس پر تم اس سے کہو کہ ہاں تم سچ کہتے ہو یقیناً تمہارے اندر پتھروں اور قبروں کی پوجا کرتے ہوئے یہی جذبہ کارفرما ہوتا ہے اور تمہارا یہ فعل بتوں کی پوجا کے درجے میں آتا ہے۔

اس سوال کا ایک دوسرا جواب اس طرح سے بھی دیا جا سکتا ہے کہ تم اس سے پوچھو کہ تمہارا یہ کہنا کہ شرک بتوں کی پوجا کا نام ہے کیا اس سے تمہاری مراد یہ ہے کہ شرک صرف اسی کے ساتھ مخصوص ہے اور صالحین پر تکیہ کرنا، ان سے دعائیں مانگنا شرک میں داخل نہیں ہے؟ اگر ایسی بات ہے تو کتاب الٰہی اس کی تردید کرتی ہے کیوں کہ اس نے ان لوگوں کی تکفیر کی ہے جو فرشتوں سے، حضرت عیسیٰؑ سے اور دوسرے نیک بندوں سے اپنا تعلق جوڑتے تھے اس طرح وہ آپ کی اس بات سے ضرور اتفاق کرے گا کہ جس نے خدا کی بندگی میں کسی دوسرے نیک بندے کو شریک کیا تو اس نے شرک کیا اور یہ قرآن سے ثابت ہے۔ اب جب وہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کا اقرار کر لیتا ہے تو گویا آپ مسئلہ کی گرہ کھولنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

پھر اس کے بعد جب وہ یہ کہتا ہے کہ میں اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تو اس سے پوچھئے کہ آخر شرک باللہ کیا چیز ہے؟ اگر وہ کہے کہ شرک باللہ بتوں کی پوجا کا نام ہے تو اس سے پوچھیے کہ بتوں کی پوجا کا کیا مطلب ہے؟ اگر وہ کہے کہ ہم تنہا خدا کی عبادت کرتے ہیں تو اس سے پوچھیے کہ تنہا خدا کی عبادت سے تمہاری کیا مراد ہے اگر وہ تنہا خدا کی عبادت کا مطلب وہی بتائے جو قرآن میں ہے۔ تو گویا تم کامیاب ہو گئے لیکن اگر وہ اپنی لاعلمی کا اظہار کرتا ہے تو اس سے پوچھئے کہ بغیر جانے وہ کوئی بات کیوں کہتا ہے؟ اور اگر وہ قرآن کے مفہوم سے ہٹ کر کوئی مفہوم بتاتا ہے تو آپ اسے واضح آیات کے ذریعہ شرک باللہ اور بتوں کی عبادت کا مفہوم سمجھائیے اور کہیے کہ یہ دونوں چیزیں ایک ہی ہیں اور لوگ آج بھی انہی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ تنہا خدا کی عبادت اور اس کے ساتھ کسی غیر کو شریک نہ کرنا۔ یہی وہ چیزیں ہیں جس کا یہ لوگ انکار کر رہے ہیں اور زبانِ حال سے یہ بھی وہی کہہ رہے ہیں جو ان کے اسلاف کہا کرتے تھے أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ (ص - ۵) کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے

اب تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہمارے زمانہ کے مشرکین جس چیز کو "اعتقاد" کا نام دیتے ہیں یہ ٹھیک وہی چیز ہے جس کی تردید کے لیے قرآن نازل ہوا تھا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر لوگوں سے جہاد کیا تھا۔ یقین جانو کہ پہلے زمانے کے مشرکین کا شرک آج کے مشرکین کے شرک سے نسبتاً دو وجہوں کی بنا پر ہلکا ہے۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ پہلے زمانہ کے مشرکین صرف فراخی کی حالت میں شرک کرتے تھے اور اولیاء و ملائکہ اور بتوں کو پکارتے تھے لیکن مصیبت کے وقت وہ صرف اللہ ہی کو پکارا کرتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

﴿ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِلَّآ إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّىٰكُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ ٱلْإِنسَـٰنُ كَفُورًا ﴾

(الأسراء — ٦٧)

اس ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم مُنہ موڑ جاتے ہو۔ انسان واقعی بڑا ناشکرا ہے

﴿ قُلْ أَرَءَيْتَكُمْ إِنْ أَتَىٰكُمْ عَذَابُ ٱللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ ٱلسَّاعَةُ أَغَيْرَ ٱللَّهِ تَدْعُونَ إِن كُنتُمْ صَـٰدِقِينَ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِن شَآءَ وَتَنسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ﴾

الانعام — ٤٠/٤١)

ان سے کہو ذرا غور کر کے بتاؤ اگر کبھی تم پر اللہ کی طرف سے بڑی مصیبت آجاتی ہے یا آخری گھڑی آپہنچتی ہے تو کیا اس وقت تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہو؟ بولو اگر تم سچے ہو اس وقت تم اللہ ہی کو پکارتے ہو پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو تم پر سے ٹال دیتا ہے، ایسے موقعوں پر تم اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو بھول جاتے ہو۔

﴿ وَإِذَا مَسَّ ٱلْإِنسَـٰنَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُۥ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُۥ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِىَ مَا كَانَ يَدْعُوٓا۟ إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِۦ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَـٰبِ ٱلنَّارِ ﴾

(الزمر — ٨)

اِنسان پر جب کوئی آفت آتی ہے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اسے پکارتا ہے پھر جب اس کا رب اسے اپنی نعمت سے نواز دیتا ہے تو وہ اس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس پر وہ پہلے پکار رہا تھا اور دوسروں کو اللہ کا ہمسر ٹھہراتا ہے تاکہ اس کی راہ سے گمراہ کرے (اے نبی) اس سے کہو کہ تھوڑے دن اپنے کفر سے لُطف اُٹھا لے، یقیناً تو دوزخ میں جانے والا ہے۔

﴿ وَإِذَا غَشِيَهُم مَّوْجٌ كَٱلظُّلَلِ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ

اور جب سمندر میں ان لوگوں پر ایک موج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ﴿ (لقمان ـــ ۳۲)

سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہے تو یہ اللہ کو پکارتے ہیں اپنے دین کو بالکل اس کے لیے خالص کر کے۔

یہ آیات جو کتابِ الٰہی میں مذکور ہیں ان کے سمجھ لینے کے بعد یہ حقیقت بالکل واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ جن مشرکین سے اللہ کے رسولؐ نے جہاد کیا تھا ان کا قصور یہی تھا کہ وہ نارمل اور موافق حالات میں خدائے واحد کو اسی طرح نہیں پکارتے تھے جس طرح مشکل حالات میں اور سخت مواقع پر پکارا کرتے تھے اور اپنے دوسرے معبودان کو یکسر فراموش کر دیا کرتے تھے ـــــ اس سے وہ فرق بھی واضح ہو جاتا ہے جو پہلے زمانہ کے مشرکین اور آج کے مشرکین میں ہے۔ لیکن کون ہے جو اس حقیقت کا اچھی طرح ادراک کر سکتا ہے؟

دوسری وجہ یہ ہے کہ پہلے زمانہ کے مشرکین اللہ کے ساتھ صرف ان لوگوں کو پکارتے تھے جو اللہ تعالٰی کے مقرب بندے ہوتے تھے مثال کے طور پر انبیاء کو یا ملائکہ کو یا پھر وہ ان بے جان چیزوں کو پوجا کرتے تھے جو کم از کم اللہ کے مطیع تھے اور اس کی نافرمانی نہیں کر سکتے تھے مثال کے طور پر اشجار و احجار کو ـــــ لیکن ہمارے زمانہ کے مشرکین اللہ کے ساتھ ایسے لوگوں کو شریک کرتے ہیں جن کی طرف کھلے عام برائیوں اور بدکاریوں کی نسبت کی جاتی ہے مثلاً زنا، چوری اور ترکِ نماز وغیرہ ـــــ ظاہر ہے کہ ان لوگوں کا جرم جو صالحین پر اعتقاد رکھتے ہیں یا ایسی چیزوں کو پکارتے ہیں جو خدائے عزوجل کی نافرمان نہیں ہیں ان لوگوں کے جرم سے کہیں ہلکا ہے۔ جو فساق و فجار کو خدا کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔

جب تم اس حقیقت کو اچھی طرح جان گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں سے جہاد کیا تھا وہ اس زمانہ کے مشرکین سے زیادہ عقل مند تھے اور ان کا شرک بھی ان کے شرک سے کہیں ہلکا ہے تو اس اعتراض پر بھی ایک نظر ڈال لو جسے یہ لوگ ہمارے جواب میں پیش کرتے ہیں اور یہی ان کا سب سے بڑا اعتراض ہے اس لیے اسے سننے کے لیے اچھی طرح تیار ہو جاؤ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کا سوال یہ ہے کہ جن لوگوں میں قرآن مجید نازل ہوا ان کا جرم یہ تھا کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہیں کرتے تھے، رسول کی تکذیب کرتے تھے، بعث بعد الموت کا انکار کرتے تھے قرآن کو رد کرتے تھے اور اسے جادو قرار دیتے تھے جب کہ ہم لا الہ الا اللہ کی گواہی بھی دیتے ہیں، حضرت محمد صلے اللہ کو اللہ کا رسول بھی مانتے ہیں، بعث بعد الموت پر بھی یقین رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے بھی رکھتے ہیں پھر تم ہمیں ان کفار سے مشابہ کیوں کر قرار دیتے ہو جو بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص ایک حکم میں تو اللہ کے رسول کی بات مانے لیکن دوسری چیز میں ان کی تکذیب کرے وہ جمہور علماء کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہے اور یہی مثال اس شخص کی بھی ہے جو قرآن کے بعض حصوں پر تو ایمان لائے اور بعض کا انکار کر دے۔ توحید پر تو ایمان رکھے اور فریضۂ نماز سے انکار کر دے یا نماز اور توحید کا تو اقرار کرے۔ لیکن زکوٰۃ دینے سے انکار کر دے یا نماز، توحید اور زکوٰۃ کا تو اقرار کرے مگر روزہ رکھنے سے انکار کر دے یا ان تمام کا تو اقرار کرے مگر فریضۂ حج کا منکر ہو۔ ایسا شخص علماء کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہے۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب نبی کریم کے زمانہ میں بعض لوگوں نے فریضۂ حج کو ادا کرنے میں حیل وحجت سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی

﴿ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴾ (آل عمران ۹۷)

"لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہونچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے" اسی طرح اس شخص کی بھی مثال ہے جو تمام فرائض کا اقرار کرے لیکن بعث بعد الموت کو برحق نہ مانے وہ بھی علماء کے نزدیک کافر ہے اور اس کی جان ومال سب حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكۡفُرُونَ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُواْ بَيۡنَ ٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ وَيَقُولُونَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٖ وَنَكۡفُرُ بِبَعۡضٖ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُواْ بَيۡنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡكَٰفِرُونَ حَقّٗاۚ وَأَعۡتَدۡنَا لِلۡكَٰفِرِينَ عَذَابٗا مُّهِينٗا ﴾ (النساء — ۱۵۰)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو نہ مانیں گے اور کفر وایمان کے بیچ میں ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ سب پکے کافر ہیں اور اللہ نے کافروں کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور جب کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنی کتاب میں اس بات کی صراحت کردی ہے کہ جو قرآن مجید کے بعض حصوں پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کرے تو ایسا شخص پکا کافر ہے۔ اس وضاحت کے بعد وہ سوال آپ سے آپ ختم ہو جاتا ہے جو ہمارے جواب پر اٹھایا گیا تھا ——— یہ سوال جس کا تذکرہ ابھی ہم نے اوپر کیا ہے دراصل اہلِ احساء[1] کے کسی فرد نے اپنی کتاب میں کیا ہے جسے انھوں نے ہمارے پاس بھیجا تھا۔

پھر ایسے سائل سے یہ بھی پوچھا جا سکتا ہے کہ جب تم خود ہی اقرار کرتے ہو کہ ایسا شخص جو چاہے رسول اللہ کی ہر بات مانتا ہو اگر وہ تارک نماز ہے اور نماز کو فرض نہیں مانتا تو وہ کافر ہے اور جمہور علماء بھی ایسے شخص کے بارے میں یہی فتویٰ دیتے ہیں کہ وہ کافر ہے اور اس کا جان ومال سب حلال ہے اور اسی طرح چاہے وہ تمام فرائض کا اقرار کرتا ہو لیکن صرف بعث بعد الموت کو برحق نہیں سمجھتا تب بھی اس پر وہی حکم نافذ ہوگا یا اسی طرح اگر وہ رمضان کے روزوں کا انکاری ہے تب بھی اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا چاہے وہ اس کے علاوہ سب چیزوں کو مانتا ہو یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ قرآن سے اس کی صراحت ہوتی ہے جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

---

[1] یہ سعودی عرب کے شرقی صوبے کا ایک اہم زراعتی شہر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر ہمیں معلوم ہے کہ سب سے بڑا فریضہ جسے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے تھے وہ فریضۂ توحید تھا۔ یہ فریضہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ تمام فرائض سے بڑھ کر ہے۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ انسان اگر ان فرائض کا انکار کرے تو وہ کافر ہوجائے اور اگر وہ فریضۂ توحید کا انکار کرے جو دین کی اساس ہے تو اسے کافر نہ سمجھا جائے اگر ایسا ہو تو یہ اس کائنات کی سب سے بڑی حماقت ہوگی۔

اس کا ایک جواب اور بھی دیا جاسکتا ہے اور وہ یہ کہ اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو حنیفہ سے جہاد کیا تھا باوجود اس کے کہ وہ مسلمان تھے اور کلمۂ توحید کا اقرار کرتے تھے، اذانیں دیتے تھے اور نمازیں پڑھتے تھے اس پر اگر کوئی کہے کہ وہ مسیلمہ کذاب کو نبی بھی تو تسلیم کرچکے تھے تو ہم جواب دیں گے کہ تب تو تم ہماری بات کے قائل ہوگئے کیونکہ اگر کوئی شخص کسی اِنسان کو نبی کا درجہ دیتا ہے تو یہ اِتنا بڑا جرم ہوتا ہے کہ اسے کافر قرار دے دیا جاتا ہے اور اس کا جان و مال سب حلال ہوجاتا ہے شہادتیں اور نماز بھی اسے کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے اور اس شخص کا کیا حال ہوگا جو شمسان، یوسف[1] یا کسی صحابی اور نبی کو آسمان و زمین کے مالک کے ہم رتبہ قرار دے دے جبکہ وہ اس سے پاک ہے اس کا رتبہ نہایت عظیم الشان ہے۔

﴿ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ (الروم — ۵۹)

اسی طرح ٹھپہ لگا دیتا ہے اللہ ان لوگوں کے دلوں پر، جو بے علم ہیں۔

ایک جواب یہ بھی دیا جاسکتا ہے کہ حضرت علیؓ نے جن لوگوں کو آگ میں جلائے جانے کی سزا دی تھی وہ بھی تو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اور حضرت علیؓ کے مؤید تھے۔ انہوں نے صحابہ کرام سے علم بھی حاصل کیا تھا لیکن انھوں نے بھی حضرت علیؓ کے سلسلہ میں

---

[1] شمسان، یوسف اور تاج یہ ان لوگوں کے نام ہیں جنہیں اللہ کے ساتھ شریک کیا جاتا تھا اور اللہ کو چھوڑ کر ان کی پرستش ہوتی تھی جیسے مصر میں بدوی دسوقی اور مبتولی اور دمشق میں ابن عربی کی ہوتی تھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ویسا ہی اعتقاد جمالیا تھا جیسا کہ لوگ آج یوسف شمسان اور تاج وغیرہ پر اعتقاد رکھتے ہیں اس کے باوجود صحابہ کرامؓ نے کیسے ان کے قتل پر اتفاق کر لیا تھا؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ صحابہ کرامؓ مسلمانوں کی تکفیر کیا کرتے ؟ یا تم یہ سمجھے بیٹھے ہو کہ حضرت علیؓ پر تو اعتقاد رکھنا کفر ہے اور تاج وغیرہ پر اعتقاد جمانے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

ایک جواب یہ بھی دیا جا سکتا ہے کہ بنو عبید القداح جو عباسی دورِ حکومت میں پورے مغرب اور مصر کے مالک تھے وہ بھی لا إله الا الله اور محمد رسول الله کی گواہی دیتے تھے، اسلام کے دعویدار تھے، جمعہ و جماعت کا اہتمام کرتے تھے لیکن جب ان کی جانب سے شریعت کے بعض متفق علیہ مسائل میں انحراف ظاہر ہوا تو علماء اسلام نے متفقہ طور پر ان کی تکفیر کی ان سے جہاد کا فتویٰ دیا اور ان کے شہروں کو دار الحرب قرار دیا چنانچہ مسلمانوں نے ان سے جہاد کیا اور ان کے قبضہ سے ان تمام شہروں کو نکال لیا جن میں مسلمان رہتے تھے۔

ایک جواب یہ بھی دیا جا سکتا ہے کہ اگر صدرِ اول کے مشرکین کی تکفیر کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ شرک کرتے تھے، رسول اور قرآن کی تکذیب کرتے تھے اور بعث بعد الموت کا انکار کرتے تھے تو فقہ کی اس بات کا کیا مفہوم ہوگا جو مرتد کی سزا سے متعلق ہے؟ اور جس کا تذکرہ ہر مسلک کی فقہ کے اندر ہے؟ مرتد کس کو کہتے ہیں ؟ اس مسلمان کو جو اسلام لانے کے بعد کفر کرے۔ فقہاء نے اس کی مختلف قسمیں بتائی ہیں اور ہر قسم کے مرتد کافر ہیں ان کی جان اور مال حلال ہے یہاں تک کہ بعض معمولی معمولی باتوں پر بھی آدمی مرتد ہو جاتا ہے مثلاً صرف ایک کلمہ کہہ دینے سے جسے چاہے وہ خالی زبان سے کہے اور دل میں اس کا شائبہ بھی نہ ہو یا چاہے ازراہِ مذاق ہی کوئی کفریہ جملہ بک دے تب بھی وہ کافر ہو جاتا ہے۔

ایک جواب یہ بھی دیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی کہ:

﴿ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ ﴾ التوبة ۷۴ یہ لوگ خدا کی قسم کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے وہ بات نہیں کہی حالانکہ انہوں نے ضرور وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کافرانہ بات کہی ہے[1]

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی تکفیر کیوں کر رہا ہے جب کہ وہ حضرت محمدؐ کے ہم عصر تھے آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے، نمازیں پڑھتے تھے، زکوٰۃ دیتے تھے، حج کرتے تھے؟ پھر ایک موقعہ پر اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

﴿ قُلْ أَبِاللَّهِ وَءَايَٰتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ كُنتُمْ (اے نبی ان سے کہو کیا تمہاری ہنسی دلگی اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ تھی؟

---

[1] وہ بات کیا تھی جس کی طرف یہاں اشارہ کیا گیا ہے؟ اس کے متعلق ہم تک کوئی یقینی معلومات نہیں پہونچی ہیں البتہ روایات میں متعدد ایسی کافرانہ باتوں کا ذکر آیا ہے جو اس زمانہ میں منافقین نے کی تھیں۔ مثلاً ایک منافق نے ایک مسلمان نوجوان سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ" اگر واقعی وہ سب کچھ برحق ہے جو یہ شخص (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پیش کرتا ہے تو ہم سب گدھوں سے بدتر ہیں"۔ ایک روایت میں ہے کہ تبوک کے سفر میں ایک جگہ نبیؐ کی اونٹنی گم ہوگئی اس وقت منافقوں کے ایک گروہ نے اپنی مجلس میں بیٹھ کر خوب مذاق اڑایا اور آپس میں کہا کہ" یہ حضرت آسمان کی خبریں تو سناتے ہیں مگر ان کو اپنی اونٹنی کی کچھ خبر نہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہے"۔ غزوۂ تبوک کے زمانہ میں منافقین اکثر اپنی مجلسوں میں بیٹھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتے تھے اور اپنی تضحیک سے ان لوگوں کی ہمتیں پست کرنے کی کوشش کرتے تھے جنہیں وہ نیک نیتی کے ساتھ آمادہ جہاد پاتے۔ چنانچہ روایات میں ان لوگوں کے بہت سے اقوال نقل ہوئے ہیں مثلاً ایک محفل میں چند منافق بیٹھے گپ لڑا رہے تھے ایک نے کہا: "اجی رومیوں کو بھی تم نے کچھ عربوں کی طرح سمجھ رکھا ہے؟ کل دیکھ لینا یہ سب سورما جو لڑنے تشریف لائے ہیں رسیوں میں بندھے ہوئے ہوں گے"۔ دوسرا بولا مزا ہو جو اوپر سے سو سو کوڑے لگانے کا حکم ہو جائے"۔ ایک اور منافق نے حضورؐ کو جنگ کی سرگرم تیاریاں کرتے دیکھ کر کہا" آپ کو دیکھیے آپ روم اور شام کے قلعے فتح کرنے چلے ہیں"۔ (منقول از تفہیم القرآن)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿﴾ اب معذرات نہ تراشو، تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے۔ (التوبة ــــ ٦٥)

یہ صراحت جن لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کی ہے یہ وہ لوگ ہیں جو غزوۂ تبوک میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھے اور یہ کلمات جن کا ذکر ان آیات میں ہے وہ انھوں نے ازراہِ مذاق کہے تھے۔

اس کے بعد تم ان کے اس اعتراض پر بھی ایک نظر ڈال لو جسے یہ اکثر اُٹھاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تم کو ایسے لوگوں کی تکفیر کرنے کا کیا حق ہے جو کلمۂ توحید کے اقراری ہیں۔ اور صوم و صلوٰۃ کی پابندی کرتے ہیں؟ اس کے بعد اس کے جواب پر بھی غور کرو یہی جواب دراصل ان صفحات میں تمہارے لیے سب سے زیادہ مفید ہے۔

وہ اپنے استدلال میں قرآن مجید کی یہ آیت پیش کرتے ہیں جسے قرآن نے بنی اسرائیل کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور وہ یہ کہ اسلام لانے اور علم و تقویٰ سے متصف ہونے کے باوجود بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے مطالبہ کیا تھا اِجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ (اعراف ۱۳۸) "اے موسیٰ ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں" یا اسی طرح صحابہ کرامؓ میں سے بعض افراد نے آنحضرتؐ سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اِجْعَلْ لَنَا ذاتَ أنواط۔ تو اللہ کے رسول نے قسم کھا کر فرمایا تھا کہ تمہارا یہ مطالبہ بالکل بنی اسرائیل کے مطالبہ اِجْعَل لنا إلٰهًا كما لهم اٰلهة سے ملتا جلتا ہے۔

ان دونوں واقعات سے مشرکین یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس طرح کی باتیں کہنے سے نہ تو بنی اسرائیل کافر قرار دیے گئے اور نہ ہی وہ اصحاب نبیؐ کافر ہوئے جنھوں نے حضرت نبی کریمؐ سے اس طرح کا مطالبہ کیا تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے کہا تو بیشک تھا مگر اس پر عمل نہیں کیا تھا اور اگر وہ اس پر عمل کرتے تو یقیناً وہ کافر قرار دے دیے جاتے۔ اسی طرح اگر اصحاب نبیؐ آپ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منع کرنے کے باوجود ایسی حرکت کرتے تو ضرور کافر ہو جاتے۔ اس طرح یہ سوال صاف ظاہر ہے لیکن اس کے ساتھ ان قصوں سے چند مفید باتیں بھی معلوم ہوتی ہیں (جن کا سمجھ لینا بہت مفید ہے)

اس میں سب سے پہلی بات تو یہ کہ کبھی کبھی ایک مسلمان بلکہ ایک پوری جماعت شرک میں مبتلا ہو جاتی ہے اور اس سے نکلنے کا کوئی راستہ ان کو نظر نہیں آتا اس لیے شرک سے واقفیت ضروری ہے تاکہ ایسے مواقع سے بچا سکے اور اگر کوئی جاہل یہ کہتا ہے کہ ہم نے شرک کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے تو یہ اس کی سب سے بڑی جہالت ہے بلکہ ایک طرح سے یہ شیطان کا پھندہ بھی ہے۔

دوسری بات ان قصص سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایک مسلمان اگر ناواقفیت کی بنا پر کلمۂ کفر اپنی زبان پر لے آئے اور پھر اس سے متنبہ ہو جانے کے بعد فوراً توبہ کر لے تو وہ کافر نہیں ہو جاتا جیسا کہ بنی اسرائیل اور وہ اصحابِ نبی جنہوں نے ایک شرکیہ مطالبہ کیا تھا مگر وہ کافر نہیں سمجھے گئے۔

تیسری بات ان قصص سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کے بعد اگرچہ وہ کافر نہیں ہو جاتا لیکن اس کی وہ بات نہایت غلیظ ہوتی ہے جیسا کہ نبی کریمؐ نے ان کے مطالبہ کے جواب میں اس کی شدت کا اظہار فرمایا تھا۔

ایک اور شبہ جسے لوگ پیش کرتے ہیں یہ ہے کہ جب حضرت اسامہؓ نے جنگ کی حالت میں ایک لا الہ الا اللہ کہنے والے کو قتل کر دیا تھا تو آپ نے اس پر سخت برہمی کا اظہار فرمایا تھا اور کہا تھا کہ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کیا تم نے اسے قتل کر دیا جبکہ اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا تھا؟ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں تاآنکہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں ــــــ اس کے علاوہ بھی دوسری احادیث ملتی ہیں جن میں ایک مسلمان کو لا الہ الا اللہ کہنے والے سے جنگ کی ممانعت آئی ہے ــــــ اور یہ نادان اس کا مفہوم یہ لیتے ہیں کہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا کہنے والا نہ تو کافر ہوتا ہے اور نہ ہی اسے قتل کیا جا سکتا ہے چاہے وہ جو کچھ کرتا رہے۔

ان نادانوں کو اس کا جواب اس طرح دیا جائے گا کہ دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے جہاد کیا ہے اور انہیں اپنا قیدی بھی بنایا ہے جب کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار بھی کرتے تھے اور اصحاب نبیؐ نے بنو حنیفہ سے جہاد کیا تھا باوجود اس کے کہ وہ لا الہ الا اللہ کے قائل تھے اور محمد رسول اللہ کا بھی اقرار کرتے تھے. نمازیں بھی پڑھتے اور اسلام کے دعویدار بھی تھے اور اسی طرح حضرت علیؓ نے بھی کچھ لوگوں کو آگ میں جلائے جانے کی سزا دی تھی جب کہ وہ سب بھی لا الہ الا اللہ کے قائل تھے ـــــ پھر یہ نادان اس کا تو اقرار کرتے ہیں کہ جس نے بعث بعد الموت کا انکار کیا اس نے کفر کیا اور اس سے جنگ جائز ہے خواہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار ہی کیوں نہ کرتا ہو۔ اب سوچنے کی بات ہے کہ جب فروع میں اتنی سختی ہے تو اس توحید میں کتنی سختی ہو گی جو دین کی اساس ہے. صحیح بات تو یہ ہے کہ انہوں نے ان حدیثوں کا مطلب ہی نہیں سمجھا ہے

جہاں تک حدیثِ اسامہؓ کا تعلق ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا تھا جس نے اسلام کا دعویٰ محض اپنی جان و مال کی حفاظت کے لیے کیا تھا جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ کسی آدمی کے بارے میں اگر اس کا مسلمان ہونا معلوم ہو جائے تو اس سے اپنا ہاتھ روک لینا چاہیے تا آنکہ اس کی جانب سے مخالف شریعت کوئی بات ظاہر نہ ہو جائے. اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا ضَرَبْتُمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَتَبَيَّنُواْ وَلَا تَقُولُواْ لِمَنْ أَلْقَىٰٓ إِلَيْكُمُ ٱلسَّلَـٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ﴾ (النساء ـــ ٩٤)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلو تو دوست دشمن میں تمیز کرو اور جو تمہاری طرف سلام سے تقدیم کرے اسے فوراً نہ کہدو کہ تو مومن نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں تبینوا تثبتوا کے مفہوم میں ہے یعنی خوب سوچ سمجھ کر اور رائے مشورہ کر کے کوئی کام کرنا ـــــــ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس پر ہاتھ اٹھانے سے رک جانا ضروری ہے اور تثبت کا موقع اس وقت آئے گا جب اس کی جانب سے مخالفِ اسلام کوئی چیز ظاہر ہو اس وقت اسے قتل کیا جائے گا اس کے برخلاف اگر اس کا مفہوم یہ لیا جائے کہ کلمۂ توحید کا اقرار کرنے کے بعد اسے کسی حالت میں قتل ہی نہیں کیا جائے گا تثبت کا مفہوم ہی بے معنی ہو جائے گا ـــــــ یہی مفہوم مذکورہ دوسری حدیث کا اور اس جیسی اور احادیث کا بھی ہے یعنی یہ کہ جس شخص کا مسلمان ہونا معلوم ہو اس پر ہاتھ اٹھانا غلط ہے سوائے اس صورت کے جب اس کی جانب سے مخالفِ اسلام کوئی چیز ظاہر ہو جائے اس کی دلیل یہ ہے کہ وہی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ اور اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا الله ارشاد فرمایا تھا وہی خوارج کے سلسلہ میں یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ اَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ۔ یعنی جہاں کہیں بھی انہیں پاؤ قتل کر دو اگر میں انھیں پا جاؤں تو قومِ عاد کی طرح انھیں قتل کر دوں ـــــــ جب کہ یہ خوارج عام مسلمانوں سے زیادہ عبادت گزار تھے اور ان سے زیادہ تسبیح و تہلیل کیا کرتے تھے یہاں تک کہ بعض صحابہؓ بھی اپنی نمازوں کو ان کے مقابلہ میں حقیر سمجھتے تھے۔ انہوں نے صحابہ کرامؓ سے علم حاصل کیا تھا اس کے باوجود ان کا لا الٰہ الا اللہ کہنا اور تسبیح و تہلیل میں منہمک رہنا بے ثمر ہی رہا اور اس سے انھیں کچھ فائدہ نہ پہنچ سکا۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلام کا دعویٰ بھی ان کے کچھ کام نہ آسکا کیوں ان کی جانب سے شریعت کی مخالفت بالکل واضح ہو گئی بالکل یہی معاملہ یہود اور بنی حنیفہ سے جنگ کا بھی ہے۔

اسی طرح کا واقعہ بنی مصطلق کا بھی ہے جب ان کے سلسلہ میں آپ کو یہ خبر پہنچی کہ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے تو آپ نے ان سے جہاد کا ارادہ کیا۔ لیکن چونکہ یہ خبر غلط تھی اور آپ کو اطلاع غلط پہنچائی گئی تھی اس لیے وحیٔ الٰہی نے بروقت تنبیہ کی:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن جَآءَكُمۡ فَاسِقُۢ بِنَبَإٖ فَتَبَيَّنُوٓاْ أَن تُصِيبُواْ قَوۡمَۢا بِجَهَٰلَةٖ فَتُصۡبِحُواْ عَلَىٰ مَا فَعَلۡتُمۡ نَٰدِمِينَ ﴾

(الحجرات ـــ ٦)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔"

یہ آیت اللہ تعالیٰ نے اس لیے نازل فرمائی تھی کہ خبر دینے والے نے جھوٹی خبر دی تھی ــــ ــــــــ مذکورہ آیات واحادیث اس بات کی صراحت کرتی ہیں جو مفہوم انہوں نے سابقہ نصوص سے اخذ کیا تھا وہ غلط تھا، صحیح بات وہی ہے جس کا تذکرہ اوپر

www.kitabosunnat.com

ہم کر چکے ہیں

ان کا ایک اور شبہہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بھی ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے مدد طلب کریں گے ــــــــ پھر لوگ یکے بعد دیگر سے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراھیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے مگر یہ سبھی حضرات کسی طرح کی مدد دینے سے معذرت ظاہر فرمائیں گے۔ آخر کار یہ لوگ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں گے (اور آپ سے مدد کے طالب ہوں گے۔ اور وہاں سے وہ ناامید نہیں لوٹیں گے ۔ مترجم) اس حدیث سے وہ یہ استدلال کرتے ہیں کہ خدا کو چھوڑ کر اس کی دوسری مخلوقات سے مدد طلب کرنا جائز ہے. اور ایسا کرنے سے آدمی مشرک نہیں ہو جاتا ۔ اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ خدا کی ذات شرک سے بالکل مبرا ہے البتہ ان کے دل زنگ آلود ہو چکے ہیں ــــــــ جہاں تک مخلوق سے مدد طلب کرنے کا مسئلہ ہے تو یہ ان تمام معاملات میں جائز ہے جن پر وہ قدرت رکھتے ہوں خود اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ایک شخص کا موسیٰ ؑ سے مدد طلب کرنے کا تذکرہ کیا ہے :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ ﴾ اس کی قوم کے ایک آدمی نے دشمن قوم والے کے خلاف اسے مدد کے لیے پکارا۔

(القصص — ۱۵)

پھر اس کے علاوہ یہ تو عام ضرورت کی چیز ہے اور آدمی جنگ وغیرہ میں اور دوسرے معاملات میں تو اپنے ساتھیوں سے مدد طلب ہی کرتا رہتا ہے۔ اسے کون ناجائز کہہ سکتا ہے —— ہم خود اس کے قائل ہیں، ہاں جس چیز کا ہم انکار کرتے ہیں وہ اولیاء کی بندگی اور ان سے استعانت ہے جیسے وہ ان کی قبروں پر جاکر یا ان کو حاضر وناظر سمجھ کر مانگتے ہیں۔ نیز ہم ان سے ایسی چیزوں کی طلب کو بھی غلط سمجھتے ہیں جس پر اللہ کے سوا اور کوئی قادر نہیں ہے

جب یہ بات واضح ہوگئی تو استغاثہ بالانبیاء والی حدیث جو گزر چکی ہے اس کا مطلب بھی سمجھ لو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ قیامت میں انبیاء سے یہ چاہیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں ان سے حساب وکتاب کا مرحلہ نمٹ جائے تاکہ اہلِ جنت انتظار کی زحمتوں سے بچ سکیں اور جلد از جلد جنت کے باغات میں پہنچ جائیں، ظاہر ہے کہ یہ کوئی غلط مطالبہ نہیں ہے اور اس طرح کا مطالبہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ جائز ہے تم اللہ کے کسی نیک بندے کے پاس جو ابھی باحیات ہو جاؤ ان کے پاس بیٹھو ان کی باتیں سنو اور اپنے حق میں ان سے دعائے خیر کرنے کے لیے کہو (اسے کون ناجائز کہہ سکتا ہے؟) خود صحابہ کرام رضؓ سے یہ فعل ثابت ہے کہ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے لیے دعائے خیر کا مطالبہ کرتے تھے لیکن آپ کی وفات کے بعد انہوں نے کبھی آپ کی قبر کے پاس جاکر اور آپ کو مخاطب کرکے دعا نہیں مانگی بلکہ اسلاف تو اس کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی آپ کی قبر کے پاس جاکر دعا مانگے چہ جائیکہ آپ کو مخاطب کرکے دعا مانگی جائے۔

ایک اور شبہ وہ حضرت ابراہیمؑ کے واقعہ سے پیش کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوا میں پرواز کرتے ہوئے آئے اور آپ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دریافت فرمایا کیا تمہیں کوئی ضرورت ہے ؟ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ جہاں تک آپ سے مانگنے کا تعلق ہے تو میں آپ سے کچھ نہ مانگوں گا ——— اس واقعہ کو پیش کر کے یہ لوگ اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اگر کسی غیر سے مدد طلبی شرک ہوتی تو حضرت جبریلؑ حضرت ابراہیم کے سامنے اس طرح کی پیش کش کیوں رکھتے ؟

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اعتراض بھی پہلے والے اعتراض کے جنس سے ہے کیونکہ حضرت جبریلؑ نے جو پیشکش کی اس پر وہ قادر تھے جیسا کہ حضرت جبریلؑ کے متعلق اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے ، شَدِيدُ الْقُوَىٰ (نجم - ۵) یعنی حضرت جبریلؑ زبردست قوت کے مالک ہیں ——— پس اللہ تعالیٰ انہیں اس کی اجازت دے دیتا کہ وہ نارِ ابراہیمؑ اور اس کے ارد گرد زمین کو اٹھا کر پھینک دیں تو آپ ایسا کر سکتے تھے اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ انھیں اس بات کی اجازت دے دیتا کہ وہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کو دور دراز مقام پر منتقل کر دیں تو وہ ایسا کر سکتے تھے یا اگر اللہ تعالیٰ انہیں اس کا حکم دیتا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیں تو حضرت جبریل یہ بھی کر سکتے تھے اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی مالدار آدمی ہو اس کے پاس بے شمار مال و دولت ہو اور وہ کسی محتاج شخص کو دیکھے اور اسے کچھ رقم بطور قرض یا بطور بخشش دینا چاہیئے تاکہ اس سے اپنی ضروریات پوری کرے . مگر اس کی غیرت اسے لینے سے انکار کر دے اور وہ صبر کرے تا آنکہ اللہ تعالیٰ اسے خود ہی رزق عنایت فرمائے جس میں کسی کی احسان مندی نہ ہو ——— اب بتائیے کہ بھلا اس چیز کا مدد طلبی سے کیا تعلق ہے جس میں شرک کی آمیزش ہوتی ہے . کاش یہ نادان اسے سمجھ سکیں !!!

اَب ہم اپنی گفتگو ختم کر رہے ہیں لیکن خاتمۂ کلام میں ایک نہایت اہم اور عظیم الشان مسئلہ پر بحث کریں گے جس میں اکثر لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں . تم سابقہ کلام کو نظر میں رکھ کر اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہو .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے کہ توحید دل کی تصدیق، زبان کے اقرار اور اعضاء وجوارح کے ذریعہ عمل کرنے کا نام ہے اگر ان شرائط میں سے کسی ایک کو ساقط کر دیا جائے تو آدمی مسلمان نہیں رہ جاتا۔ اگر کوئی صرف توحید کو جان لینے پر اکتفا کرتا اور اس پر عمل نہ کرے تو وہ کافر معاند ہے، جیسے فرعون اور ابلیس وغیرہ (جو توحید کو سمجھتے تو اچھی طرح سے تھے مگر اس کا اقرار نہیں کرتے تھے) اور یہی مسئلہ ہے جس میں اکثر لوگ غلط فہمی کے شکار ہیں۔ وہ عقیدۂ توحید کو برحق سمجھتے ہیں وہ اقرار کرتے ہیں ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ حق یہی ہے اس کے برحق ہونے کی گواہی بھی دیتے ہیں لیکن وہ یہ بھی کہتے کہ ہمارے ملک میں اس پر عمل کرنا دشوار ہے اور یہاں اس پہ عمل کرنا مناسب نہیں ہے اس لیے ہم اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ ہاں جس کے لیے مناسب ہو وہ شوق سے عمل کرے اس کے علاوہ اور بھی دوسرے عذرات ہیں جسے وہ حسب موقع تراشتے رہتے ہیں۔ اب ان بے چاروں کو کون بتائے کہ حق کو تو ائمۂ کفر بھی پہچانتے تھے لیکن کسی عذر لنگ کی بنا پر اسے چھوڑے ہوئے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

﴿ اَشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ﴾ (التوبة ــ ۹)

انھوں نے اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑی سی قیمت قبول کر لی۔

﴿ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ﴾ (البقرة ــ ١٤٦)

یہ اسے ایسا ہی پہچانتے ہیں جیسا اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں۔

اور اگر کوئی ظاہری طور سے توحید پر عمل کرتا ہے لیکن اس کے مفہوم سے آشنا نہیں ہے۔ یا دلی اعتقاد اسے حاصل نہیں ہے تو وہ منافق ہے ایسا منافق جس کا درجہ کافر مطلق سے بھی گرا ہوا ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (نساء ۱۴۵) منافقین کا ٹھکانا تو دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ ایک تفصیل طلب مسئلہ ہے جس کی حقیقت تم پر اس وقت واضح ہو جائیگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب تم لوگوں کی باتیں سنو گے اور دیکھو گے کہ بعض لوگ حق کو اچھی طرح پہچانتے ہیں لیکن وہ اس کو اس لیے چھوڑے بیٹھے ہیں کہ اس سے ان کا کسی قسم کا دنیاوی نقصان ہونے کا اندیشہ ہے پھر تم کچھ ایسے لوگوں کو بھی پاؤ گے جو اس پر صرف ظاہری طور پر عمل کر رہے ہیں ان کا باطن اس سے بالکل بے پرواہ ہے (چنانچہ جب تم ان سے اعتقادِ قلبی کے بابت دریافت کرو گے تو وہ اسے بالکل نہ سمجھ سکیں گے)

آخر میں ہم تمہیں کتاب الٰہی کی دو آیات پڑھ کر سناتے ہیں ایک تو وہ آیت ہے جس کا تذکرہ پیچھے آچکا ہے لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۔(توبہ ٦٦)

اس آیت کے سلسلہ میں تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ یہ ان لوگوں کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک میں حصّہ لیا تھا لیکن اس کے باوجود ان کی تکفیر اس لیے کی گئی کہ انہوں نے ازراہِ مذاق اپنی زبان سے کلمۂ کفر کہا تھا۔ اس سے تم یہ حقیقت اچھی طرح سمجھ گئے ہو گے کہ جو لوگ کلمۂ کفر اپنی زبان سے ادا کرتے ہیں یا اس کا ارتکاب کسی دنیاوی خوف یا مال و جاہ کی طمع کی بنا پر کرتے ہیں تو ان کا جرم ان لوگوں سے کتنا بڑا ہوتا ہو گا جنہوں نے مذاقاً کوئی جملہ اپنی زبان سے نکالا ہو گا۔

دوسری آیت کریمہ یہ ہے:

﴿ مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ ﴾

(النحل — ١٠٦)

جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر کرے (وہ اگر) مجبور کیا گیا ہو اور دل اس کا ایمان پر مطمئن ہو۔

(تب تو خیر ہے) تو اللہ تعالیٰ نے اس صورت میں معذور رکھا ہے جب کہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو ——— اور اگر کوئی دوسری صورتِ حال ہوئی اور اس نے ایمان لانے کے بعد کفر کا ارتکاب کیا چاہے اس کی بنیاد کوئی خوف ہو، دنیا طلبی ہو، وطن سے محبت ہو، اہلِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاندان کی چاہت ہو، ازراہ مذاق کوئی بات کہہ گیا ہو یا اس کے علاوہ کچھ اور ہو تو گویا وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔

یہ آیت کریمہ ہمارے مفہوم کی وضاحت دو طریقہ سے کررہی ہے ایک تو یہ کہ اس میں حرف مُكْرَه یعنی مجبور انسان کا استثناء کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ انسان کو مجبور یا تو کسی کام پر کیا جاسکتا ہے یا کسی کلام پر جہاں تک عقیدہ اور دل کے اطمینان کا تعلق ہے تو اس پر کسی اور کا بس نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ ٱسْتَحَبُّوا۟ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا عَلَى ٱلْءَاخِرَةِ ﴾ یہ (عذاب) اس لیے ہے کہ انہوں نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کیا۔

(النحل ــ ۱۰۷)

اس میں اس بات کی صراحت ہے کہ یہ کفر اور عذاب کی سزا کسی اعتقاد، جہل، دین سے بغض اور کفر سے محبت کی وجہ سے نہیں ہے اس کا سبب دنیوی فوائد کا حصول اور دنیا کو دین پر ترجیح دینا ہے۔

وَاللهُ وَسُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ اَعْلَمُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
وَصَلَّى اللهُ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

كشف الشبهات

تأليف

شيخ الإسلام محمد بن عبد الوهاب

باللغة الأوردية

طبع ونشر

الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد

إدارة الطبع والترجمة

الرياض - المملكة العربية السعودية

وقف لله تعالى

١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م